ماحولیاتی آلودگی کے اسباب، اثرات اور نقصانات کا سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں حل

Solving the Causes, Effects and Damages of Environmental Pollution In The Light Of the Prophet's Life

Dr. Muhammad Usman Khalid[1]
Dr. Muhamad Muavia [2]

Abstract:

Islam is a religion of cleanliness, and as a Muslim, you are expected to give extra attention to the cleanliness of your surroundings and your own personal hygiene. Almighty Allah intended for humans to be naturally and socially bonded. He's gotten into the habit of relying on people for support. His ability to reproduce and survive in society is due to this. Prior to progressively migrating and settling in cities, humans lived in the highly populated plains, but they also had a habitat in the stunning settings of the forests, in the mountainous regions, notably in the caves and valleys. This evolutionary process is still in progress today. As a result, although man is creating new technologies and developing them in the modern era, he also cause a lot of challenges for himself in terms of facilities and necessities. Environmental contamination is the worst of them all. Population growth, industrialization, and poor planning all contribute to issues. As a result, rather than reducing, environmental pollution has increased. This is why environmentalists' voices are being raised from every platform today. There is no benefit to the solution, but people of different ideologies and religions will pay attention to it in whatever society they live in. And not enough of a result is emerging. This academic paper offers new research on this subject.

Keywords: *Environment, Society, Cleanliness, Contamination, Pollution.*

بنی نوع انسان کو اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر مل جل کر اور معاشرتی سطح پر ایک دوسرے کی معاونت میں رہنے کا عادی بنایا ہے۔یہی امر اس کی معاشرے میں بقاءاور تولید کا باعث ہے۔ گنجان آباد میدانی علاقوں میں انسان رہا کرتے تھے تاہم جنگلوں کے خوبصورت مقامات، پہاڑی علاقوں بالخصوص غاروں اور وادیوں میں بھی ان کا مسکن تھا، جہاں سے آہستہ آہستہ نقل مکانی کرتے ہوئے شہروں میں آباد ہونے لگے۔یہ ارتقائی عمل ابھی تک جاری ہے۔اس لیے موجودہ دور میں جہاں انسان نے ترقی کی اور نت نئی ایجادات کیں، وہیں اپنے لیے سہولیات وضروریات کے ساتھ کئی مسائل بھی جنم دیے۔ جن میں ماحولیاتی آلودگی سر فہرست ہے۔ صنعتی ترقی، بڑھتی ہوئی آبادی اور مسائل کے حل میں غلط منصوبہ بندی کے نتیجہ میں ماحولیاتی آلودگی کم ہونے کی بجائے پہلے سے بھی زیادہ ہوگئی ہے۔یہی وجہ ہے کہ آج کل ہر پلیٹ فارم سے ماحول کے تحفظ کی صدائیں

---

[1]. Postdoc Fellow IRI, International Islamic University Islamabad/Assistant Professor of Islamic Studies, Basic Sciences and Humanities Department, MNS UET Multan. https://orcid.org/0000-0001-6391-8474
[2]. Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Institute of Southern Punjab, Multan

بلند ہو رہی ہیں۔ یقیناً مختلف اذہان و مذاہب کے لوگ جس معاشرے میں بھی رہتے ہیں، اس حوالے سے حل کی طرف توجہ ضرور دیتے ہوں گے لیکن اس کا کوئی نفع مند اور خاطر خواہ نتیجہ سامنے نہیں آرہا۔

ماحول کا اطلاق:

ماحولیاتی آلودگی صرف ہوا اور پانی یا زمین اور مٹی کے ساتھ ہی متعلق نہیں ہوتی بلکہ اس میں معاشی و معاشرتی، تعلیمی و سیاسی اور ثقافتی و اخلاقی امور بھی شامل ہوتے ہیں۔ الغرض وہ تمام اشیاء جن سے ہمیں اپنی زندگی میں واسطہ پڑتا ہے اور وہ تمام چیزیں جو ہماری زندگی کی بقاء کے لیے ضروری ہوتی ہیں مثلاً: ہمارا رہن سہن، کھانا پینا، سانس لینا اور ہمارے علاج و معالجے اور کاروبار سے تعلق رکھنے والی تمام چیزیں اور وہ ساری چیزیں جن پر ہمارے باہمی رابطے اور تعلقات منحصر ہوتے ہیں، ان کی اجتماعی صورت ماحول کہلاتی ہے، لیکن اپنے اس مقالہ میں ہم صرف طبعی ماحول کے حوالے سے بحث کریں گے۔ اگر ہمارا ماحول متوازن ہو تو انسانی زندگی پر سکون اور صحت مند رہتی ہے جبکہ ماحول میں ذرا سا بگاڑ انسانی زندگی کو خطرات سے دوچار کر دیتا ہے۔ دینِ اسلام جس طرح ہمیں زندگی کے دیگر شعبہ جات میں رہنمائی عطاء کرتا ہے اسی طرح ماحولیات کے بارے میں بھی انتہائی سنہرے اور قیمتی اصول فراہم کرتا ہے، جن کو اپنا کر نہ صرف یہ کہ ہم اپنی دنیاوی زندگی کو سکون بنا سکتے ہیں بلکہ اخروی فوائد اور نیکیاں بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

ماحولیاتی آلودگی، اقسام و اسباب:

ماحولیاتی آلودگی سے مراد انسانی سرگرمیوں یا قدرتی عوامل کے نتیجہ میں رونما ہونے والی وہ تبدیلیاں ہیں جو اس کائنات میں پائے جانے والی جاندار یا بے جان چیزوں پر بالواسطہ یا بلاواسطہ برا اثر ڈالتی ہیں، اسی طرح کائنات میں پیدا ہونے والے ایسے تمام ان گنت مسائل جو اس کائنات کے قدرتی توازن میں بگاڑ پیدا کرنے اور اس میں منفی تغیرات پیدا کر کے اسے نقصان پہنچانے کا سبب بنتے ہیں، اور جن کے سبب بالعموم حیوانات اور بالخصوص انسانوں کی صحت اور ان کی زندگی پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہوں؛ ایسے تمام مسائل کو ماحولیاتی آلودگی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ آج کے اس ترقی یافتہ دور میں جہاں انسان سائنس و ٹیکنالوجی کے میدانوں میں اپنا لوہا منوا چکا ہے اور انواع واقسام کی ایجادات کر کے اور انتہائی مفید حیاتیاتی، کیمیائی اور طبّی دریافتوں سے اپنا طرزِ تعیش گزشتہ ادوار کے مقابلے میں بہت معیاری بنا چکا ہے تو دوسری جانب اس کی بہتر زندگی گزارنے کی ان کاوشوں نے اس کائنات کے قدرتی ماحول پر بہت ہی خطرناک اور برے اثرات مرتب کیے ہیں۔ جن کی بدولت دنیا میں موجود پانی اور اس کرہ ارضی کی حیاتیاتی، کیمیائی اور طبّی خصوصیات میں شدید منفی تبدیلیاں رونما ہونا شروع ہو گئی ہیں، اور ہماری اس زمین کا درجہ حرارت خطرناک سطح کی جانب بڑھنا شروع ہو چکا ہے؛ جس سے اس زمین میں بسنے والے تمام جانداروں کی زندگیوں کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے حتی کہ ماہرین حیاتیات کو اس بات کا ڈر پیدا ہو چکا ہے کہ کہیں ان جانداروں کی حیات کا مکمل طور پر خاتمہ ہی نہ ہو جائے۔ چنانچہ ماحولیاتی آلودگی کا مسئلہ اور اس کا حل انسانی دنیا کا اہم ترین مسئلہ بن کر سامنے آیا ہے۔ ہمیں اس بات کو سمجھنا چاہئے کہ آلودگی کی بہت سی اقسام ہیں جو انسان کے بے جا فطرت میں دخل دینے کے سبب سے پیدا ہو رہی ہیں۔ اور ان میں سے قابل ذکر اقسام درج ذیل ہیں:

آبی آلودگی، فضائی آلودگی، زمینی آلودگی، صوتی آلودگی، شعائی آلودگی، سمندری آلودگی وغیرہ، مذکورہ تمام آلودگیوں کی وجہ سے انسانوں اور جانداروں کی زندگیاں خطرے سے دوچار ہو چکی ہیں۔ ماحولیاتی آلودگی کی وجوہات درج ذیل ہیں:

1. "غذائی اجناس کی کمی کو پورا کرنے اور فصلوں کی پیدوار کو بڑھانے کے لیے مصنوعی کھادوں، کیڑے مار ادویات، فاضل جڑی بوٹیوں کو تلف کرنے والی ادویات اور سپرے کا بے دریغ استعمال۔
2. کپڑوں اور دیگر اشیاء کی صفائی کے لیے کیمیلز کا استعمال۔
3. گندے پانی کا دریاؤں، سمندروں اور ڈیموں کی طرف بہاؤ۔
4. پاور سٹیشنوں کے درجہ حرارت کو برقرار رکھنے کی غرض سے پانی کا استعمال۔
5. صنعتوں اور گاڑیوں سے خارج ہونے والی زہریلی گیسیں، دھواں اور فضلات۔
6. صنعت کاری کا فروغ۔
7. نیوکلیئر ری ایکٹر سے خارج ہونے والی شعائیں جن کا اثر لمبے عرصے تک ماحول پر رہتا ہے۔
8. جنگلات کی بے دریغ کٹائی اور خاتمہ۔
9. آبادی اور شہروں کا بہت زیادہ بڑھنا۔
10. جنگلوں میں مختلف کیمیائی ہتھیاروں کا استعمال۔
11. حیوانات اور پودوں کو ان کے اصل ماحول سے دوسرے ماحول میں منتقل کرنا"۔

ماحولیاتی آلودگی کے اسباب واثرات:

کائنات میں انسان سمیت بہت سارے جاندار زندگی گزار رہے ہیں، جن کے کھانے پینے اور زندگی کا انحصار ارد گرد کے ماحول پر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو امتیازی صلاحیتیں دی ہیں، ان میں سوچنا، بولنا اور منصوبہ بندی شامل ہیں جن کی بدولت انسان اپنے سے بہت زیادہ طاقتور جانور کو بھی تابع بنا کر اپنے فائدہ کے لیے استعمال میں لاتا ہے مگر اس نے ان امتیازی صلاحیتوں کو وقتی سہولت اور فائدہ کے لیے استعمال کیا۔ نتیجتاً ان قدرتی عناصر کی قوت برداشت ختم ہونا شروع ہو گئی ہے۔ خصوصاً جب سے انسان نے معدنیات، کوئلہ، تیل اور گیس تک رسائی حاصل کی اور ترقی کی دوڑ میں شامل ہوا۔ بھاپ سے چلنے والے انجن، بڑے بڑے کارخانے اور مشینیں ایجاد کیں، صنعتی اور تجارتی دوڑ شروع ہوئی۔

ماحول کی حفاظت کے لیے ضروری امور:

ماحولیاتی آلودگی سے بچنے کے لیے قدرتی ماحول کی صحیح طریقے سے حفاظت ضروری ہے، جس کی تفصیل حسب ذیل ہے؛

ا۔ زرعی رقبہ پر رہائشی آبادیوں کا پھیلاؤ:

زرعی رقبہ رہائشی علاقوں اور آبادیوں میں تبدیل ہو کر وہاں کشادہ گلیاں، سڑکیں، ہوائی اڈے اور کارخانے وغیر بن چکے ہیں، جس سے ان

علاقوں میں زرعی صلاحیت سے مالامال زمینیں تعمیرات کا حصہ بن کر بے فائدہ ہو گئی ہیں، اس سے دوسرا نقصان یہ ہوا ہے کہ درختوں اور فصلوں کی کمی پیدا ہو گئی ہے جو ماحول کی پراگندگی کا ایک سبب ہے۔

۲۔ زرعی زمین میں کیمیاوی اور معدنیاتی فضلات کا استعمال:

زراعت کے شعبہ میں سائنس کے داخل ہونے اور ٹیکنالوجی کے بہت زیادہ ترقی کر جانے کے بعد جو کیمیائی ادویات ایجاد کی گئیں ان سے پیداوار تو زیادہ ہو گئی لیکن ساتھ ساتھ زمین میں ان ادویات کے مضر اثرات بھی پیدا ہونے لگے۔ چنانچہ یہ معلومات سامنے آچکی ہیں کہ بعض نباتات آلودہ زمین سے کیمیاوی اجزاء کے ذریعے اپنے اندر زہریلے اثرات رکھتے ہیں اور جب انسان یا حیوان ان کو استعمال کرتا ہے تو وہ زہریلے مواد، ان کے بدن پر اثر دکھانا شروع کر دیتے ہیں۔

۳۔ سطح زمین سے مٹی کی خاص مقدار کا خاتمہ:

زمین کی اوپری تہہ جو گلی سڑی نباتات کے ساتھ مل کر زمین میں زرخیزی کی قوت کو بڑھانے کا سبب بنتی ہے، نیز یہ تہہ اپنے اندر درختوں کی خوراک کے بہت سے اجزاء کو سموئے ہوتی ہے اور اس میں یہ زرخیزی ایسے ہی نہیں آگئی ہوتی بلکہ اس کے پیچھے لاکھوں سال کی قدرتی عنایات کارفرما ہوتی ہیں۔ اس زمین سے درختوں اور نباتات کے کاٹ دیے جانے کے بعد وہاں ہوا، پانی اور برف کے ذریعے مٹی اپنی جگہ سے ہٹ جاتی ہے اور نتیجہ کے طور پر نباتات نہ ہونے کی وجہ سے زمین میں پانی جذب کرنے کی صلاحیت بھی کم ہو جاتی ہے جو زرعی پیداوار میں جہاں کمی کا باعث بنتی ہے وہیں اس سے ماحولیاتی آلودگی کو کم کرنے والے عوامل میں نقص پیدا کرنے کا عنصر بھی شامل ہو جاتا ہے۔

۴۔ کارخانے اور صنعتوں کی کثرت:

ٹیکنالوجی کی نت نئی اقسام ایجاد ہونے کے ساتھ ساتھ نئی صنعتوں اور کارخانوں کا قیام عمل میں آنے لگا، اور ان صنعتوں میں جلنے والے ایندھن کی وجہ سے ہوا میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کی مقدار میں روزافزوں اضافہ ہو رہا ہے، جس سے ان فاضل مادوں کے اخراج سے ماحولیاتی آلودگی میں ازحد اضافہ ہوا ہے اور طبعی ماحول میں بہت بھیانک اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ جب ہم ان تمام اسباب پر غور کرتے ہیں جن سے ماحولیاتی آلودگی کا جن قابو سے باہر ہوتا دکھائی دیتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ اس ساری بربادی کا اصل ذمہ دار انسان خود ہی ہے۔

قدرتی وسائل کا تحفظ:

تخلیق انسانی کا جو عمل اللہ تعالیٰ نے شروع فرمایا اس میں محض انسان کی پیدائش نہیں تھی بلکہ اس معاشرتی حیوان کے لیے تمام تر ضروری اشیاء و امور کا بندوبست بھی اس تخلیق کا حصہ ہے جس کے تحت انسان کو کئی قسم کے قدرتی وسائل و سہولیات سے نوازا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ قدیم دور کے مفکرین اور معاشرت سے دلچسپی رکھنے والے ماہرین اس بات پر متفق رہے ہیں کہ انسان دراصل ہوا، پانی، مٹی اور دیگر نامیاتی مرکبات سے لیس اس کائنات پر رہنے کے قابل ہے ان کے بنا اس کائنات میں انسان کا وجود برقرار رکھنا ناممکن ہے۔

پانی کی آلودگی کا تحفظ اور تعلیمات اسلام:

تمام جانداروں کے زندہ رہنے کا دارومدار پانی پر ہے یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پانی کو آلودہ یا خراب کرنے سے بہت سختی سے منع کیا

ہے۔ جیسا کہ نبی مکرم ﷺ نے ٹھہرے یا بہتے دونوں قسم کے پانی میں بول و براز (پیشاب و پاخانہ) کرنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ بول و براز سے پانی آلودہ ہو کر سوزشِ جگر، ٹائیفائڈ اور بہت سے موذی امراض کا باعث بنتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"اِتَّقُوا الْمَلَاعِنَ الثَّلَاثَةَ: الْبَرَازَ فِي الْمَوَارِدِ، وَقَارِعَةِ الطَّرِيقِ، وَالظِّلِّ"[1]

"تین لعنت کا سبب بننے والی جگہوں سے بچو؛ پانی کے گھاٹ پر پاخانہ کرنے سے، راستہ میں اور سایہ دار جگہوں پر پاخانہ کرنے سے۔"

نبی ﷺ نے کھڑے پانی میں بھی پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے:

"لاَيَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي المَاءِ الدَّائِمِ الَّذِي لاَ يَجْرِي، ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيهِ"[2]

"تم میں سے کوئی بھی کھڑے پانی میں پیشاب نہ کرے کہ پھر اس میں غسل کرے۔"

جب کہ احادیث مبارکہ میں بہتے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے بھی صراحت کے ساتھ ممانعت آئی ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

"نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الْجَارِي"[3]

"رسول اللہ ﷺ نے بہتے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔"

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کھڑے پانی میں نہانے سے بھی منع فرمایا ہے:

"لَا يَغْتَسِلْ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ وَهُوَ جُنُبٌ فَقَالَ كَيْفَ يَفْعَلُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ يَتَنَاوَلُهُ تَنَاوُلًا-"[4]

"تم میں سے کوئی بھی شخص جو جنبی ہو وہ کھڑے پانی میں غسل نہ کرے تو پوچھا گیا اے ابوہریرہ وہ کیا کرے؟ انہوں نے کہا باہر رہتے ہوئے پانی لے کر غسل کرے۔"

نبی ﷺ نے تو یہاں تک تعلیم دی ہے کہ نیند سے بیدار ہو کر ہاتھ دھوئے بغیر پانی کے برتن میں ہاتھ نہ ڈالا جائے۔ آپ فرماتے ہیں:

"وَإِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلْيَغْسِلْ يَدَهُ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهَا فِي وَضُوئِهِ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ"[5]

"جب تم میں سے کوئی اپنی نیند سے بیدار ہو جائے تو وہ اپنا ہاتھ دھونے سے پہلے وضو کے پانی میں نہ ڈالے، کیونکہ اسے نہیں پتہ کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے پانی کو زندگی کی بنیاد قرار دیا ہے، اگر یہ کہا جائے کہ روئے زمین پر ہر قسم کے جاندار کو اپنا وجود برقرار رکھنے کے لیے پانی پر انحصار

---

[1]۔ ابن ماجہ، محمد بن یزی، السنن، ریاض: دار السلام للنشر والتوزیع، ۱۴۳۰ھ، رقم الحدیث: ۲۶۔

Ibn Mājah, Al-*Sunan,* Riyadh: Dār al Salām li Nashr wa al Touzīh, 1430 AH, Ḥadīth: 26

[2]۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، الریاض: دار السلام للنشر والتوزیع، ۱۴۱۹ھ، رقم الحدیث: ۲۳۹۔

Bukhārī, Muḥammad bin Ismaīl, *Al Jāme al Ṣaḥīḥ,,* Riyadh: Dār al Sālam li Nashr wa al Touzīh, 1419 A), Ḥadīth: 239

[3]۔ طبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الاوسط، قاہرہ: دار الحرمین، ۱۴۲۸ھ، رقم الحدیث: ۱۷۴۹۔

Tabrani, Sulemān bin Aḥmad, *Al Moujam al Ausaṭ,* Cairo: Dār āl Harmain, 1428AH, Ḥadīth: 1749

[4]۔ مسلم بن الحجاج القشیری، الجامع الصحیح، الریاض: دار السلام للنشر والتوزیع، ۲۰۰۰ء، رقم الحدیث: ۲۸۳۔

Muslim, *Al Jāme Al Ṣaḥīḥ,* Riyadh: Dār al Sālam li Nashr wa al Touzīh, 2000 AD, Ḥadīth: 283

[5]۔ بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: ۱۶۲۔

Bukhārī, *Al Jāme Al Ṣaḥīḥ,* Ḥadīth: 162

کرنا پڑتا ہے تو مبالغہ نہ ہوگا۔ قرآن میں اس نعمت خداوندی اور اس کی اہمیت کو تفصیلی موضوع کے طور پر لیا گیا ہے۔ اسلام میں پانی کے حیاتی پہلوؤں کے ساتھ ساتھ سماجی اور مذہبی حیثیت بھی مسلم ہے کیونکہ یہ طہارت کے لیے ایک وسیلہ اور جزو لاینفک ہے۔ اس لیے کہ اسلام میں کسی بھی قسم کی بدنی عبادت جسم اور کپڑوں کی پاکی کے بغیر ادا نہیں کی جاسکتی اور پانی ہی وہ طاہر چیز ہے جس سے یہ مقصود حاصل کیا جاتا ہے۔ اسی امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے:

"وانزلنا من السماء ماء طهورا"[1]

"اور ہم نے ہی آسمان سے صاف ستھرا پانی اتارا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے زمین میں پانی ذخیرہ کیا ہے تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اس ذخیرے کی حفاظت کی پوری کوشش کریں اور اسے ضائع یا آلودہ ہونے سے بچائیں۔ اس حوالے سے نبی ﷺ نے بہت ہی واضح ہدایات جاری فرمائی ہیں، مثال کے طور پر حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے پانی کے ذخیرے کو محفوظ رکھنے بلکہ گھر میں محفوظ پانی کو برتنوں سے استعمال میں بھی احتیاط برتنے سے متعلق امور واحکامات صادر فرمائے ہیں تاکہ قابل استعمال پانی کو آلودہ ہونے سے بچایا جائے۔ چنانچہ اس ضمن میں نبی ﷺ نے کھڑے پانی میں پیشاب کرنے سے منع کیا ہے تاکہ آبی آلودگی سے کسی طرح بچا جاسکے۔ اسی طرح نبی ﷺ نے مشک کے منہ سے پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔ ان نصوص سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ اسلام میں ملکیتی واجتماعی پانی کی حفاظت کے لیے مکمل لائحہ عمل دیا گیا ہے تاکہ پانی کی حفاظت ہوسکے اور اس کی خرابی سے کسی قسم کی ماحولیاتی آلودگی یا فساد پیدا نہ ہو۔ شریعت میں نہ صرف پانی کو محفوظ اور صاف رکھنے کی تعلیم دی گئی ہے بلکہ اس کے بے جا و غیر ضروری استعمال سے بھی منع کیا گیا ہے۔ اس حوالے سے شریعت میں عمومی وخصوصی ہمہ قسم کے احکامات موجود ہیں۔

"أن رسول الله ﷺ مر بسعد، وهو يتوضأ، فقال: ما هذا السرف؟ فقال: أفي الوضوء إسراف؟ قال: نعم، وإن كنت على نهر جار"[2]

"ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ سعد کے پاس سے گزرے، وہ وضو کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کیا اسراف ہے؟ سعدؓ نے عرض کیا وضو میں بھی اسراف ہوتا ہے؟ (حالانکہ یہاں پانی کا استعمال تو ایک نیک کام میں ہے) تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگرچہ تم جاری نہر پر (بھی وضو کر رہے) ہو تو احتیاط برتو۔"

ہوا کی آلودگی، ایک جائزہ:

ماحولیاتی آلودگی میں سب سے بڑا موضوع بحث اور بگڑتا ہوا عنصر ہوا ہے دراصل جب آلودگی لفظ بولا جاتا ہے تو اس میں سب سے پہلے ہوا یا فضائی آلودگی کو ہی شمار کیا جاتا ہے کیونکہ اس وقت زمینی حقائق اس بات کی طرف لے جارہے ہیں کہ زمین کے گرد خلا میں موجود ہوا

[1]۔ الفرقان، ۲۵:۴۸۔

Al Furqān, 25:48

[2]۔ ابن ماجہ، السنن، رقم الحدیث: ۴۲۵۔

Ibn Mājah, *Al-Sunan*, Ḥadīth: 425

دھوئیں، گیسز اور خطرناک قسم کی آلائشوں سے بھر چکی ہے، زندگی جس کا دارومدار ہی ہوا پر ہے اور اس کے بنا چند لمحے زندہ رہنا بھی ممکن نہیں تو ضروری ہے کہ ہوا کو ان نامیاتی اور زہریلی گیسوں سے پاک کیا جائے۔ جدید میڈیکل سائنس اس امر پر بہت پہلے سے تحقیق پیش کر چکی ہے کہ ہوا کی خرابی جلدی اور اندرونی لاتعداد بیماریوں کا سبب ہے جس کے لیے ہنگامی بنیادوں پر ٹھوس اقدامات اٹھائے جائیں تاہم بین الاقوامی فورمز پر اس امر کو اتنی پذیرائی نہیں مل پا رہی۔ ہوائی آلودگی اس وقت دنیا کے بڑے مسائل میں سے ایک ہے۔ ہوا چونکہ حیات کی بقاء کا انتہائی اہم عنصر ہے اس کی خرابی حقیقتاً ان افعال سے جڑی ہے جس کا نتیجہ ہلاکت کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ یہ گویا کہ اپنے آپ اور نسل انسانی کو خود ہی ہلاکت کی طرف لے جانا ہے اور یہ امر ممنوع اور حرام ہے کہ انسان ایسے اسباب کی طرف توجہ نہ دے بلکہ ان میں مزید خرابی کا باعث بنے جن سے زمین میں اموات ہوں اور نسل انسانی کی بقاء خطرے میں پڑ جائے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"ولا تقتلوا انفسكم"[1]

"اپنی جانوں کو ہلاکت میں مت ڈالو۔"

شریعت میں اس ضمن میں جو احکامات ہیں اگرچہ وہ عمومی نوعیت کے ہیں تاہم ان میں جاذبیت کا جو عنصر ہے وہ اس حوالے سے بہت ہی اہم ہے کہ مقصود بہا مسئلہ کا حل ان سے مل جاتا ہے۔ چنانچہ عمومی انداز میں اسلام میں درخت لگانے اور ان کی حفاظت پر زور دیا گیا ہے کیونکہ درختوں کی کثرت سے ہی اس بدترین فضائی آلودگی پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

ہوا کا تحفظ اور اسلامی تعلیمات:

نبی کریم ﷺ نے مکانوں اور گھروں کی صفائی کا بطور خاص حکم دیا ہے نیز ان کی صفائی کی وجہ سے گلی کوچوں میں بھی کوڑا کرکٹ مت پھیلائیں اور نہ ہی تعفن اور بدبو کا سبب بنیں، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اور پاکی ہی پسند کرتی ہے پس تم اپنے گھروں کو صاف رکھو اور یہود کی مشابہت سے بچو جس طرح وہ اپنے گھروں میں کوڑا کرکٹ کو جمع رکھتے ہیں۔"[2]

مسلمانوں سے اسلام کا مطالبہ ہے کہ وہ ہر اس کام سے بچنے کی کوشش کریں جو ماحول میں تعفن اور بدبو کا سبب بنے، یہود دراصل اپنے کوڑا کرکٹ کو رہائشی علاقوں کے سامنے ہی پھینک دیتے تھے اس لیے نبی ﷺ نے ان کی مشابہت سے بچنے کی ترغیب دی، تاہم آج ہمیں معاملہ اس کے برعکس نظر آتا ہے، ہونا تو یہ چاہیے کہ ہم نبی ﷺ کی امت ہیں اور ہمیں آپ کے فرامین پر سختی سے عمل کرنا چاہیے لیکن نظر یہ آتا ہے کہ غیر مسلموں نے ان امور کو لے کر سنجیدگی سے ان پر عمل کیا ہے اور ہم اپنے مسلمان ہونے پر ہی فخر کر رہے ہیں۔ فقہاء نے اس حوالے سے جو ابحاث سپرد قلم کی ہیں، ان میں انہوں نے ہوا کو آلودہ کرنے کے اسباب بھی بیان کیے ہیں، ان کے ہاں دو قسم کے امور ہوا

---

[1] ۔ النساء، ۴: ۲۹.

Al Nisā, 4:29

[2] ۔ ابو یعلی، المسند، دمشق: دار المامون للتراث، ۱۹۷۴ء، ۱۲۱/۲۔

Abū Yālā, *Al-Musnad*, Damascus: Dār al Māmūn lil Turāth, 1974 AD, 121/2

یعنی ماحول کو آلودہ کرنے کا سبب بنتے ہیں؛

اول: وہ آلودگی اور اس کے وسائل جن سے شدید نقصان اور ضرر لاحق ہونے کا خطرہ ہو تو انہیں ہر صورت بند کر دینا چاہیے، اس قسم کی مثال ان کے ہاں حمام، ہوٹل اور اس طرح کی دیگر جگہیں ہیں، جہاں سے پیدا ہونے والے دھوئیں سے آلودگی میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کی نظیر آج کل کے کارخانے ہیں جن سے مضر قسم کی گیسیں خارج ہوتی ہیں اور ان کی روک تھام کا کوئی سبب نظر نہیں آرہا اور نہ ہی اس میں کسی کمی کا امکان ہے۔

دوم: وہ آلودگی اور اس کے اسباب ہیں جس سے پیدا ہونے والا ضرر کم ہو اور زندگی پر اثر انداز نہ ہوتا ہو، اس کی مثال ان کے ہاں گھروں یا اندرون خانہ میں موجود تنور یا اس طرح کی چیزیں ہیں جن میں آگ جلا کر کھانے پینے کی اشیاء تیار کی جاتی ہیں، ان میں نفس کی ہلاکت کے امکانات بھی کم ہوتے ہیں اور ماحولیاتی آلودگی میں اضافہ بھی اس حد تک نہیں ہوتا کہ جس کو خطرناک قرار دیا جاسکے کیونکہ اس میں ری سائیکلنگ کا عمل جاری رہتا ہے۔[1]

شجر کاری کی اہمیت اور فضائی آلودگی سے تحفظ:

فضائی آلودگی کے ضمن میں اس بات کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ زمین پر انسانی زندگی کی بقاء کے لیے شجر کاری کی کیا اہمیت وضرورت ہے؟ یہ بات ہر ذی شعور جانتا ہے کہ اسلام میں شجر کاری کو اس انداز میں موضوع بحث بنایا گیا ہے کہ ہمیں اس میں فوائد ومنافع زندگی کی بقاء سے جڑے نظر آتے ہیں۔ جہاں ایک طرف درخت تازہ وصاف ہوا کا سبب ہوتے ہیں وہیں یہ درخت پانی کی حفاظت کا بھی ایک بڑا ذریعہ ہیں کیونکہ یہ زمین کو پانی سے ہونے والے کٹاؤ سے بچاتے ہیں۔ نیز نباتات کی طبّی اہمیت بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ قرآن مجید شجر کاری اور نباتات کی اہمیت وخاصیت کا احساس دلاتے ہوئے ہمیں جس طرح دعوت غور وفکر دیتا ہے، وہ آلودگی کی اس نوع کے خاتمہ میں بہت زیادہ مدد ومعاون ہے، ارشاد باری ہے:

> "پھر ذرا انسان اپنے آپ کو دیکھے، ہم نے ہی اوپر سے پانی برسایا پھر زمین کو عجیب طرح سے پھاڑا پھر اس کے اندر اگائے غلے، انگور، ترکاریاں، زیتون، کھجور، گھنے باغ، طرح طرح کے پھل اور چارے تمہارے مویشیوں کے لیے سامان زندگی کے طور پر۔"[2]

شجر کاری کی اس اہمیت وضرورت پر زور دیتے ہوئے اس بات کی تاکید کی گئی ہے کہ درختوں کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچائیں بلکہ زیادہ سے زیادہ درخت اگائے جائیں۔ اس ضمن میں نبی ﷺ نے صدقے کی مانند ثواب ملنے کی بشارت سنائی ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان جو بھی میوہ دار درخت لگاتا ہے یا کھیتی کرتا ہے اور اس سے پرندے آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں اس کا ثواب اس کو ملتا ہے۔[3]

آپ ﷺ کی تعلیمات میں درختوں کو کاٹنے کی واضح ممانعت ملتی ہے۔ حالت جنگ میں درخت کاٹنے سے کلی طور پر منع کیا گیا ہے۔ اسی

---

[1]۔ محمد عبدالقادر، حمایۃ البیئۃ من التلوث، قاہرہ، ۱۹۹۰ء، ص ۲۲۔

Muhammad Ābdul Qādir, *Himāyat al Bai'atah min al Thlūth*, Cairo: 1990 AD, p.22

[2]۔ عبس، ۸۰: ۲۵۔۲۸۔

Abas, 80:25-28

[3]۔ بخاری، الجامع الصحیح، حدیث: ۲۳۲۰۔

Bukhārī, *Al Jāme Al Ṣaḥīḥ*, Ḥadīth: 2320

طرح مسلم افواج وعساکر کو یہ ہدایات دی جاتی تھیں کہ وہ شہروں اور فصلوں کو ہر گز برباد نہ کریں۔

فضائی آلودگی کے خاتمہ میں درختوں کا کردار سائنسی تحقیقات سے بالکل واضح ہوچکا ہے اس لیے ان کو کاٹنا یا ان میں تصرف جس سے استمتاع کی صورت باقی نہ رہے ہر گز غیر شرعی وغیر اخلاقی امر ہے۔ درختوں کو بلاوجہ کاٹنے پر سخت وعید اس حد تک موجود ہے کہ اسے کافروں کا عمل شمار کیا گیا ہے۔ ابو قتادہ بن ربیع ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے ایک جنازہ نکلا۔ آپ ﷺ نے فرمایا (یہ جنازہ) آرام والا ہے یا آرام دینے والا ہے۔ مجلس میں موجود صحابہ کرام نے عرض کیا، اس کا کیا مطلب ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"مسلمان بندہ جب فوت ہوتا ہے تو کئی تکالیف اور صدمات سے وہ آرام حاصل کرتا ہے اور جس وقت کافر آدمی مرتا ہے تو اس سے انسان (وجنات کی) بستیاں، درخت اور جانور آرام حاصل کرتے ہیں، اس لیے کہ وہ لوگوں کو ستایا کرتا تھا اور درختوں کو کاٹتا تھا جبکہ ناحق جانوروں کو مارتا تھا۔"[1]

یہ کیسی تمدنی ترقی ہے کہ انسان جس امر میں اس کی بقاء ہے اس سے صرف نظر کرتا ہے اور اس کے برعکس مسائل کو جنم دے رہا ہے! فضائی آلودگی کے حوالے سے یہ مسئلہ اب انتہائی تشویشناک اور خطرناک حد تک جاچکا ہے۔ اس امر کے پیش نظر پوری دنیا میں مختلف تنظیمیں جنگلات کے بڑھانے اور ان کی حفاظت کے لیے کام کر رہی ہیں تاہم اس میں بین الاقوامی سطح پر تمام ترقی یافتہ ممالک کو شامل ہونا چاہیے کیونکہ یہ کام محض تنظیمی سطح سے پایہ تکمیل کو پہنچنے والا نہیں اور نہ ہی اس میں موجودہ آلودگی سے نمٹنے کی مطلوب صلاحیت ہے کیونکہ یہ محدود وسائل وذرائع پر مشتمل اپنی سی ایک کاوش ہے۔ ماحولیاتی آلودگی کم کرنے میں درختوں کا بہت اہم کردار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے شجرکاری کی تعلیم دی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَهُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَیْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا"[2]

"اور اللہ وہی ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا، پھر اس کے ذریعے ہر قسم نباتات کو نکالا، پھر اس سے سرسبز شاخیں ابھاریں۔"

یہ آیت ہماری اس طرف توجہ مرکوز کرا رہی ہے کہ ہم سبزہ اگانے کے اسباب کی طرف توجہ کریں۔ شجرکاری کی اہمیت کا اندازہ احادیث سے بھی لگایا جاسکتا ہے۔ حضرت جابر ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا إِلَّا كَانَ مَا أُكِلَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةٌ، وَمَا سُرِقَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةٌ، وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ مِنْهُ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ، وَمَا أَكَلَتِ الطَّيْرُ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ، وَلَا يَرْزَؤُهُ أَحَدٌ إِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةٌ"[3]

"جو مسلمان درخت لگائے پھر اس میں سے کوئی کھائے تو لگانے والے کو صدقہ کا ثواب ملے گا اور جو چوری کیا جائے گا

---

[1] ۔ایضاً، رقم الحدیث: ۶۵۱۲۔

ibid, Ḥadīth: 6512

[2] ۔الانعام، ۶:۹۹۔

Al Anʿām, 6:99

[3] ۔مسلم، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: ۱۵۵۲۔

Muslim, *Al Jāme Al Ṣaḥīḥ*, Ḥadīth: 1552

اس میں بھی صدقے کا ثواب ملے گا اور جو درندے کھا جائیں اس میں بھی صدقے کا ثواب ملے گا اور جو پرندے کھا جائیں اس میں بھی صدقہ کا ثواب ملے گا اور نہیں کم کرے گا اس کو کوئی مگر صدقہ کا ثواب ہو گا۔"

ایک اور اسلوب سے آپ ﷺ نے شجرکاری کی ترغیب کچھ یوں دی ہے:

"مَا مِنْ رَجُلٍ يَغْرِسُ غَرْسًا إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ قَدْرَ مَا يَخْرُجُ مِنْ ثَمَرِ ذَلِكَ الْغِرَاسِ"[1]

"جو شخص کوئی پودا لگائے گا اس کے لیے اس پودے سے نکلنے والے پھل کے بقدر ثواب لکھا جائے گا۔"

رسول اللہ ﷺ نے ہر اس شخص کے لیے اجر کا وعدہ فرمایا ہے جو بنجر زمین پر فصل اگائے اور اسے زندہ کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيْتَةً، فَلَهُ فِيهَا أَجْرٌ"[2]

"جس نے کسی مردہ زمین کو زندہ کیا تو اس میں اس کے لیے اجر ہے۔"

سبزہ کے تحفظ کا تصور سب سے پہلے نبی ﷺ نے دیا:

"من قطع سدرة صوب الله راسه فی النار"[3]

"جو شخص کسی بیری کے درخت کو کاٹے گا اللہ تعالیٰ جہنم میں اس کے سر کو اوندھا کر دے۔"

کھلے عام گندگی پھیلانے سے پرہیز:

اسلام کھلے عام گندگی پھیلانے سے منع کرتا ہے اور یہ تعلیم دیتا ہے کہ ماحول میں گندگی نہ پھیلائی جائے۔ سعید بن مسیب نے رسول اللہ ﷺ کی روایت نقل کی ہے:

"إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ يُحِبُّ الطَّيِّبَ، نَظِيفٌ يُحِبُّ النَّظَافَةَ، كَرِيمٌ يُحِبُّ الكَرَمَ، جَوَادٌ يُحِبُّ الجُودَ، فَنَظِّفُوا أَفْنِيَتَكُمْ وَلَا تَشَبَّهُوا بِاليَهُودِ"[4]

"اللہ پاک ہے، خوشبو کو پسند کرتا ہے۔ صاف ہے، صفائی کو پسند کرتا ہے۔ اچھا ہے، اچھائی کو پسند کرتا ہے۔ سخی ہے، سخاوت کو پسند کرتا ہے۔ اپنے گھر کے سامنے کے میدانوں (صحنوں) کو صاف رکھا کرو اور یہود کی مشابہت اختیار نہ کرو"

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اتَّقُوا اللَّعَّانَيْنِ،قَالُوا: وَمَا اللَّعَّانَانِ؟ قَالَ: الَّذِي يَتَخَلَّى فِي طُرُقِ النَّاسِ وَأَفْنِيَتِهِمْ"[5]

---

[1] ۔ احمد بن حنبل، المسند، بیروت: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۲۱ھ، رقم الحدیث: ۲۳۵۲۰۔

Aḥmad bin Hanbal, *Al Musnad*, Beirut: Mu'assah al-Risālah, 1421 AH, Ḥadīth: 23520

[2] ۔ ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد، المغنی، مصر: مکتبہ القاہرہ، ۱۳۸۸ھ، رقم الحدیث: ۱۵۴۔

Ibn Qudama, *al Mughni*, (Misar: Maktaba al Qahira, 1388 AH), Ḥadīth:154

[3] ۔ ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث، السنن، الریاض: دار السلام للنشر والتوزیع، ۱۴۳۰ھ، رقم الحدیث: ۵۲۳۹۔

Sulemān bin Ash'ath, Abu Dawūd, *Al Sunan,* Riyadh: Dār al Sālam li Nashr wa al Touzih, 1430 AH, Ḥadīth5239 :

[4] ۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع، الریاض: دار السلام للنشر والتوزیع، ۱۴۳۰ھ، رقم الحدیث: ۲۷۹۹۔

Tirmidī, Muḥammad bin Essa, *Al Jāme,* Riyadh: Dār al Sālam li Nashr wa al Touzih, 1430 AH, Ḥadīth: 2799

[5] ۔ مسلم، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: ۲۶۹۔

Muslim, *Al Jāme Al Ṣaḥīḥ,* Ḥadīth: 269

"دو لعنتی لوگوں سے بچو! لوگوں نے پوچھا یہ دو لعنتی کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا وہ جو لوگوں کے راستوں اور ان کے سایوں میں قضائے حاجت کرتے ہیں۔"

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اَلْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا"[1]

"مسجد کے اندر بلغم تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اسے دفن کرنا ہے۔"

ایک اور حدیث میں فرمایا:

"عُرِضَتْ عَلَيَّ أَعْمَالُ أُمَّتِي حَسَنُهَا وَسَيِّئُهَا فَوَجَدْتُ فِي مَحَاسِنِ أَعْمَالِهَا الْأَذَى يُمَاطُ عَنِ الطَّرِيقِ وَوَجَدْتُ فِي مَسَاوِي أَعْمَالِهَا النُّخَاعَةَ تَكُونُ فِي الْمَسْجِدِ، لَا تُدْفَنُ"[2]

"مجھ پر میری امت کے اچھے اور برے اعمال پیش کیے گئے تو میں نے ان کے اچھے اعمال میں سے یہ دیکھا کہ تکلیف دہ چیز کو راستے سے ہٹا دیا گیا ہو اور ان کے برے اعمال میں سے یہ عمل دیکھا کہ مسجد میں بلغم ہو اور اسے دفن نہ کیا جائے۔"

مذکورہ بالا احادیث میں مسجد کا ذکر شناخت کے طور پر کیا گیا ہے وگرنہ تمام مقامات کا حکم یہی ہے کہ قابل ایذاء اور گندگی کو ڈھک دیا جائے۔

صوتی آلودگی اور اس کے نقصانات:

شہروں میں بسنے والے لوگوں کے لیے صوتی آلودگی بہت تکلیف اور پریشانی کا سبب ہوتی ہے، شور کی وجہ آرام میں بھی خلل پڑ جاتا ہے اور کسی سرگرمی میں بھی توجہ مرکوز کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اسی طرح بیماروں کے لیے شور شرابہ نہایت تکلیف کا باعث ہوتا ہے۔ اسلام نے بلاوجہ آواز کو بلند کرنے کی سختی سے مذمت کی ہے، اور ایسی آواز کو گدھے کی آواز کے مشابہ قرار دیا ہے۔ آواز کے معاملے میں اسلام کا نظریہ معتدل ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

"ولاتجهر بصلاتک ولا تخافت بها وابتغ بين ذالک سبيلا"[3]

"اور آپ اپنی نماز نہ زیادہ بلند آواز سے پڑھیے اور نہ زیادہ پست آواز سے بلکہ اس کے درمیان اوسط درجے کا لہجہ اختیار کیجئے۔"

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے آواز کی پستی کو تقویٰ کی علامت قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

"ان الذين يغضون اصواتهم عند رسول الله اولئک الذى امتحن الله فى قلوبهم للتقوى لهم مغفرة و اجر عظيم"[4]

---

[1]۔ایضاً، رقم الحدیث: ۵۵۲۔

ibid, Ḥadīth: 552

[2]۔ایضاً، رقم الحدیث: ۵۵۳۔

ibid, Ḥadīth: 553

[3]۔بنی اسرائیل، ۱۷: ۱۱۰۔

Banī Isrā'īl, 17:110

[4]۔الحجرات، ۴۹: ۳۔

"جو لوگ اللہ کے رسول کے حضور آواز کو پست رکھتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لیے جانچ لیا ہے ان کے لیے بخشش اور اجر عظیم ہے۔"

جبکہ شور مچانا اور سیٹیاں بجانا اسلام میں ناپسندیدہ عمل ہے قرآن اسے کفار و مشرکین کی حرکات بتاتا ہے:

"وما كان صلاتهم عند البيت الا مكاء وتصدية"[1]

"بیت اللہ میں ان کی نماز بس یہی ہوتی تھیں کہ وہ سیٹیاں بجاتے اور تالیاں پیٹتے تھے۔"

اسلام نے بلند آواز میں بات کرنے کی بھی مذمت کی ہے تاکہ آواز سے پیدا ہونے والی آلودگی سے بچا جاسکے، اور قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو عمدہ بات کہنے کا حکم دیا ہے۔ اور یہ یاد رکھنا چاہیے کہ عمدہ بات ہمیشہ شائستگی اور نرمی سے ہی کہی جاتی ہے۔ نبی ﷺ نے مسجدوں میں اپنی آوازوں کو بلند کرنے سے منع فرمایا اور گالم گلوچ کرنے اور برے القابات سے پکارنے سے بھی منع فرمایا۔

مذکورہ بالا دلائل سے یہ بات تو بالکل صاف ہو جاتی ہے کہ اسلام اس بات کو ترجیح دیتا ہے کہ ماحول کو پر سکون رکھا جائے اور بلاوجہ کے شور شرابہ سے احتراز کیا جائے، تاکہ ہر شخص اپنی زندگی اپنی مرضی سے گزار سکے۔ اللہ تعالیٰ جنت کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"لَّا تَسۡمَعُ فِيهَا لَاغِيَةً"[2]

"جہاں کوئی بیہودہ بات نہیں سنیں گے۔"

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

"وَتَحِيَّتُهُمۡ فِيهَا سَلَٰمٌ"[3]

"وہ بس (ایک دوسرے کو) سلام ہی کہا کریں گے۔"

اس کا واضح مطلب اور مقصد یہی ہے کہ اسلام میں آواز کی بلندی کو ایک قسم کی آلودگی قرار دیا گیا ہے اور اس میں اعتدال برتنے اور حد سے زائد تجاوز نہ کرنے کو سراہا ہے۔

قدرتی وسائل کے استعمال کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر:

اسلامی تعلیمات انسان کو آسانی سے حاصل ہونے والے بیشتر قدرتی وسائل مثلاً ہوا، پانی، زمین، جنگلات وغیرہ میں بھی بے جا خرچ کو پسند نہیں کرتی ہیں۔ اسلام کا مزاج نایاب اور کم یاب قدرتی وسائل کے بارے بالکل واضح ہے کہ ان کم یاب قدرتی وسائل کے استحصال کی کسی بھی قیمت پر اجازت نہیں ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

Al Hujrāt, 49:03

[1] ۔الانفال،۸:۳۵۔

Al Anfāl, 8:35

[2] ۔الغاشیۃ،۸۸:۱۱۔

Al Ghāshīyah, 88:11

[3] ۔یونس،۱۰:۱۰۔

Yūnas 10:10

"هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ"[1]

"اس نے تم کو زمین میں پیدا، اور اس میں تمہیں آباد کیا۔ لہٰذا اس سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو، پھر اسی کی طرف رجوع کرو۔ یقین رکھو کہ میرا رب (تم سے) قریب بھی ہے، دعائیں قبول کرنے والا بھی"۔

اس میں زمین پر کھیتی باڑی کرنے اور تعمیرات کے ذریعے اس کی آبادکاری کرنے کے وجوب پر دلیل ہے۔ قرآن مجید نے اپنے خاص انداز میں انسان کی توجہ اس جانب مبذول کرائی ہے کہ وہ اس زمین کو برباد کرکے اس میں موجود فوائد سے محرومی کا سبب نہ بنے۔ اور قرآن نے زمین کو تباہ کرنے کو فساد فی الارض سے تعبیر کیا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلَاتُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَاذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ"[2]

"اور زمین میں درستگی کے بعد فساد مت پھیلاؤ، یہی تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم یقین رکھتے ہو"۔

قرآنی تعلیمات کی نظر میں ہر وہ چیز فساد ہے جو درستی اور اصلاح سے دور ہو جانے کی بنا پر نفع کی صلاحیت کو کھو دے۔ لفظِ فساد کا عمومی استعمال اعمال یا عقائد کی خرابی میں کیا جاتا ہے۔ لیکن کسی بھی چیز کے اعتدال کو کھو دینے اور توازن قائم نہ رکھ پانے پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اس طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہے:

"وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِی الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَ يُهْلِكَ الْحَرْثَ وَ النَّسْلَ وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ"[3]

"اور جب وہ تمہارے پاس سے پھر جاتا ہے تو پھر زمین میں فساد پھیلانے، کھیتی اور نسل کو تباہ کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا"۔

ماحولیاتی آلودگی کے انسانی صحت پر اثرات:

ماحولیاتی آلودگی کی وجہ سے قدرتی ماحول اور صحتِ انسانی پر بہت برا اثر پڑ رہا ہے۔ جیسا کہ آلودگی کی ایک قسم شور ہے جو کہ سر درد، ڈپریشن، طبیعت میں چڑچڑاپن اور تھکاوٹ جیسے مسائل کا سبب بن رہا ہے۔ جدید سائنسی ریسرچ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ مسلسل شور والے ماحول میں زندگی بسر کرنے والے شخص کی قوت سماعت میں بتدریج کمی ہوتی رہتی ہے۔ اور مصنوعی شور جیسا کہ میں ٹریفک اور ہارن وغیرہ کے شور کی وجہ سے انسان شدید بے چینی، اعصابی تناؤ اور چڑچڑے پن کا شکار ہو جاتا ہے، اسی طرح دروازے کی گھنٹی یا مشینوں وغیرہ کی آواز کی وجہ سے اچانک نیند میں خلل آجانے سے طبیعت میں بے سکونی کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جو کہ نہ صرف دل کی بیماریوں کا سبب بنتی ہے بلکہ اس سے ذہنی صحت پر بھی برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ کھیتوں میں کیڑے مار دواؤں کا استعمال پینے کے پانی کے آلودہ ہونے کا سبب بن رہا ہے۔ اسی طرح

---

[1]۔ ھود، ۱۱:۶۱۔

Hūd, 11:61

[2]۔ الاعراف، ۷:۸۵۔

Al Āʿrāf, 7:85

[3]۔ البقرۃ، ۲:۲۰۵۔

Al Baqarah, 2:205

فیکٹریوں اور کارخانوں کے فضلے، سیوریج کے گندے پانی اور گاڑیوں کے دھویں زمین سے بھی نہ صرف فضا آلودہ ہو رہی ہے بلکہ ان سے ہماری زراعت بھی بہت حد تک متاثر ہو رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان ان فصلوں کو استعمال کرنے کی وجہ سے بجائے چھت مند ہونے کے ان میں موجود دھاتی اجزاء کی وجہ سے جگر اور معدے کی بہت سی پیچیدہ بیماریوں کا شکار ہوتا جا رہا ہے۔اسی طرح ہماری فضا میں موجود آلودگی انسانوں کے نظامِ تنفس کو شدید متاثر کر رہی ہے جس سے ٹی بی اور دمہ جیسی مہلک بیماریاں پھیل رہی ہیں۔ایک سروے کے مطابق ہر سال تقریباً تیس لاکھ لوگ فضائی آلودگی کے سبب سے موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں۔اور اس آلودگی میں مختلف فیکٹریوں، کارخانوں اور گاڑیوں سے نکلنے والے کاربن، سلفر اور نائٹروجن کے اخراج کی وجہ سے دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔جو کہ مختلف قسم کے موذی امراض کا سبب بن رہی ہے۔ حتیٰ کہ ان میں سے خارج ہونے والی کچھ شعائیں ایسی خطرناک ہیں جو انسانی خلیوں میں پائے جانے والے جینیاتی مادے (DNA) کو نقصان پہنچانے اور اسے کینسر جیسے موذی مرض میں مبتلا کرنے کا سبب بن رہی ہیں۔اس سارے نقصان کا ذمہ دار کوئی اور نہیں بلکہ یہ سب انسان کے اپنے ہاتھوں کی ہی کمائی ہے اور اگر انسان اس پر بھرپور توجہ سے کام کرے۔جیسا کہ اس وقت ماحولیاتی مسائل کو حل کرنا موجودہ دنیا کا اہم ترین مسئلہ بن چکا ہے۔تو اس آلودگی کو کنٹرول کر کے دنیا کو دوبارہ صاف شفاف بنیادوں پر استوار کرنا ممکن ہے۔

خلاصہ بحث:

بنیادی طور پر ماحولیاتی آلودگی کے دو اسباب ہیں: ایک جہالت اور دوسرا مذہب سے بیزاری۔ جہالت ایسا سبب ہے جس کی وجہ سے لوگوں کو ماحول کو صاف شفاف رکھنے اور اسے عمدہ بنانے والے اعمال کے بارے میں علم ہی نہیں ہوتا اور مذہبی بیزاری کی وجہ سے بے خوف و خطر اپنے مفاد کی خاطر ایسے کام کیے جاتے ہیں جس سے قدرتی ماحول بہت زیادہ متاثر ہوتا ہے۔ حقیقی مسلمان تو وہی ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے لیکن ہمارا طرزِ عمل اس سے یکسر مختلف ہے۔اسی طرح اسلام میں ماحولیاتی آلودگی کا خاتمہ کرنے کی ہدایات اور اس حوالے سے ضمنی تعلیمات بھی موجود ہیں جن کو نظر انداز کرنا خود اس میں خرابی کرنے کے مترادف ہے۔انسان اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے ماحول کو تیزی سے تنزلی کی طرف لا رہا ہے حالانکہ اسلام نے ماحولیاتی آلودگی کے مسائل پر قابو پانے کے لیے بہت ہی آسان فطرت کے قریب ترین حل بتائے ہیں۔اگر ان اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوا جائے تو وہ وقت دور نہیں جب ہم آلودگی جیسے سنگین مسائل کو حل کر سکیں گے۔ جس طرح سے آج ہماری اس دھرتی بلکہ پوری کائنات میں ماحولیاتی آلودگی کا جن قابو سے باہر ہوتا جا رہا ہے اور روز بروز توازن بگڑتا ہوا نظر آ رہا ہے اور اس کی وجہ سے ہماری اس زمین کے درجہ حرارت میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے، درختوں کی کمی ہو جانے، بجلی، پیٹرول اور ایٹمی توانائی کے بے تحاشہ استعمال سے ہماری اوزان لیئر میں آکسیجن، نائٹروجن اور کاربن ڈائی آکسائیڈ کا توازن بگڑ رہا ہے۔ یقیناً یہ انسانوں کے ہاتھوں ہی کی کمائی ہے۔ایسے حالات میں مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنا کردار ادا کریں کیونکہ مسلمان ہماری اس دنیا کی آبادی کا ایک بہت بڑا حصہ ہیں اور بہترین امت ہونے اور اللہ رب العزت کا نائب ہونے کے اعتبار سے بھی انہی کا فرض بنتا ہے کہ یہ کائنات کے ماحول کو بہتر بنانے اور اور قدرتی وسائل کی حفاظت کرنے میں اپنا کردار ادا کریں اور ماحولیات سے متعلق اسلام کی تعلیمات کو بڑے پیمانے پر عام کریں۔

احتیاطی تدابیر اور تجاویز:

اسلام صفائی کا مذہب ہے اور بحیثیت مسلمان ہمیں چاہیے کہ لوگوں کو صفائی کا شعور دیں تاکہ وہ اپنی اور اپنے گھر، محلے کی صفائی کو یقینی بنائیں۔اس سلسلے میں علماء کرام، آئمہ مساجد، دینی مدارس، سکول و کالجز اور یونیورسٹیوں میں پڑھانے والے اساتذہ کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔

1. تعلیمی اداروں میں پڑھانے والے اساتذہ کرام اپنے طلباء میں ماحول کی صفائی اور اسے آلودگی سے بچانے کے بارے میں شعور پیدا کریں۔ تعلیمی نصاب میں ایسا مواد شامل کیا جائے جو ماحولیاتی تحفظ کی اہمیت اور آلودگی کے نقصانات کے بارے میں طلباء کے سامنے اسلامی نقطہ نظر پیش کر سکے۔
2. حکومت کو چاہیے کہ وہ پلاسٹک بیگ کے استعمال کو ختم کرنے کے لیے سخت قوانین مرتب کرے اور ان قوانین پر عمل کو یقینی بنائے۔ شہروں سے کوڑا کرکٹ دریاؤں یا کھلے میدانوں میں منتقل کرنے کی بجائے ایسے پلانٹس نصب کرنے چاہیں جو اسے تلف کرنے یا اسے توانائی وغیرہ کے لیے استعمال کر کے کارآمد بنا سکے۔
3. حکومتی اور انفرادی سطح پر زیادہ سے زیادہ درخت لگائے جائیں اور بنجر زمینوں کو قابل کاشت بنایا جائے۔
4. آبادی کے لیے زرعی زمینوں کے استعمال پر پابندی لگائی جائے اور اس مقصد کے لیے بنجر اور پہاڑی زمینوں کو استعمال میں لایا جائے۔

یہ اٹل حقیقت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ماحولیاتی تحفظ اور بچاؤ کی طرف اس وقت توجہ دلائی جب انسان کو اس کی اہمیت کا سرے سے اندازہ ہی نہ تھا اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اگر انسانیت آج بھی اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہو جائے تو ماحولیاتی تحفظ اور آلودگی کی روک تھام کو یقینی بنایا جا سکتا ہے۔